OPEN ACCESS
RUSHD
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Lahore Insititute for Social Sciences, Lahore.*

ISSN (Print): 2411-9482
ISSN (Online): 2414-3138
July-dece-2023
Vol: 4, Issue: 2
Email: journalrushd@gmail.com
OJS: https://rushdjournal.com/index

حامد محمود[1]

ڈاکٹر محمد فیروز الدین شاہ کھگہ[2]

علامہ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کا منہج تحقیق حدیث نصب الرایۃ کا اختصاصی مطالعہ

Allama Jamal al-Din Zailai's exclusive study of the research of Hadith Nasib al-Rayyyah

Abstract

Allama Jamaluddin Zailai was a distinguished scholar among the Hanafis. Arbab Seerah referred to him as Hafiz al-Hadith. He was highly proficient in Hadith studies. His book, Nasib al-Raya, is the foremost and most significant compilation of the hadiths from Kitab al-Hidaya. Allama Zailai exhibited fairness and impartiality while assessing the authenticity and credibility of his hadiths. He also delivered an intricate discourse on Rijal, introducing some unique reforms such as Ghareeb, among others. He categorizes certain hadiths as Murthal to demonstrate their evidentiary value, considers the silence of Imam Abu Dawud as commendable, and remarks on the authenticity claimed by Imam Hakim and Imam Tirmidhi, advising not to be misled by these claims and to adopt a stance of prudent trust.

1 پی ایچ ڈی اسکالر، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا۔

2 اسسٹنٹ پروفیسر، EXچیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف سرگودھا، سرگودھا۔

Keyword: Nasb al-Rayah, Zailai, Uloom al-Hadith, Asma al-Rijal, Hadith Methodology

تمہید

علامہ جمال الدین ابو محمد عبداللہ بن یوسف زیلعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے عظیم نقاد محدث تھے۔ مزاج میں اعتدال تھا آپ نے اپنی کتاب "نصب الراية" میں فقہ حنفی کی مشہور زمانہ کتاب الھدایہ کی احادیث و آثار کی تخریج اور اصل ماخذ اور معروف اور متداول کتب حدیث میں ان کے محل ذکر کئے ہیں۔ آپ کی یہ کتاب احادیث احکام کا ایک بہت بڑا عظیم ذخیرہ ہے۔ اس کتاب میں آپ نے روایت کی سند، طرق، علل پر بحث، روایات کے شواھد ومتابع رواۃ پر جرحا و تعدیلا گفتگو، محدثین کی آراء بالمعنی روایت کے الفاظ اصلی، ارسال، انقطاع، تدلیس کی نشاندہی، آئمہ فقہ کے مستدلات معارض روایات میں تطبیق اور صرف فقہ حنفی کے مستدلات ذکر کی، یہ کتاب احادیث کا ایک پورا اور جامع انسائیکلوپیڈیا ہے۔

علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف (تعلیم وتربیت اور خدمات حدیث)

نام عبداللہ، کنیت ابو محمد اور لقب جمال الدین تھا، سلسلۂ نسب یوں ہے: عبداللہ بن یوسف بن محمد بن ایوب بن موسیٰ۔[1] نام میں اختلاف ہے، بعض نے والد کا نام عبداللہ اور ان کا یوسف لکھا ہے۔[2] امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کے سنہ ولادت کے بارے علم نہیں ہو سکا، مگر ان کا وطن زیلع نامی ایک گاؤں ہے جو بحر حبشہ کے ساحل پر ایک بندرگاہ ہے۔[3] امام جمال الدین اسی کی نسبت سے زیلعی کہلاتے ہیں۔ آپ نے مختلف اساتذہ وشیوخ سے علم حاصل کیا اور

---

[1] السيوطي، جلال الدين، عبد الرحمن (م 911ھ)۔ لب اللباب، (بغداد: طبعة مكتبة المثنى)، ص: 129۔
Al-Suyuti, Jalal al-Din, Abdul Rahman (m 911 AH). Lub al-Lubab, (Baghdad: Taba'at Maktabat al-Muthanna) , p. 129.

[2] الكتاني، محمد بن جعفر، (م 254ھ)۔ الرسالة المستطرفة، (بيروت: دارالكتب العلمية، الطبعة الثالثة 1383ھ)، ص: 51۔
Al-Katani, Muhammad ibn Jafar, (m 254 AH). Al-Risalah al-Mustatraqah, (Beirut: Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, third edition, 1383 AH (1964 CE)), p. 51.

[3] لكهنوى، محمد بن عبدالحي، (م1304ھ)، الفوائد البهية في تراجم الحنفية، (پاكستان: طبعة)، ص: 95

ان کے زیر تربیت رہے۔ ان میں سے چند کے اسماء حسب ذیل ہیں:

شہاب احمد بن محمد بن فتوح تجیبی، شہاب احمد بن محمد بن قیس انصاری، اسکندر ابن تاج الدین، محمد بن عثمان اسکندری، تقی الدین بن عبد الرزاق لخمی، جمال الدین عبد اللہ بن احمد بوری، ابو محمد فخر الدین عثمان بن علی (شارح کنز)، قاضی علاؤالدین بن ترکمانی، جلال الدین ابوالفتوح علی بن عبد الوہاب جریری۔ شیخ محمد بن احمد بن عثمان وغیرہ۔[1]

علمائے فن نے علامہ زیلعی کے حفظ وضبط اور ثقاہت و اتقان کا اعتراف کیا ہے، علامہ سیوطی نے مصر کے حفاظ حدیث اور نقادانِ فن میں ان کا تذکرہ کیا ہے، ارباب سیر نے ان کو حافظ، متقن اور حافظ الحدیث لکھا ہے۔[2] آپ حدیث میں بہت باکمال تھے، اس فن کی طلب و تحصیل اور کتب حدیث کی جمع و تالیف اور ہدایہ و کشاف کی حدیثوں کی تخریج سے ان کے علمی تبحر، وسعت نظر، حدیث میں کثرت اشتغال اور اس کے مباحث و مطالب پر دسترس اور متون وغیرہ سے مکمل واقفیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ وہ حدیثوں کے متون و مطالب کی طرح ان کے طرق و اسناد پر بھی اچھی نظر رکھتے تھے، اور فن جرح و تعدیل اور اسماء الرجال کے ماہر تھے، اس پر ان کی تخریج شاہد عدل کی حیثیت رکھتی ہے۔

Lakhnavi, Muhammad ibn Abdul Hai, (m 1304 AH). Al-Fawaid al-Bahiyyah fi Turaajim al-Hanafiyyah, (Taba'at Pakistan), p. 95.

[1] سیوطي، جلال الدین، عبد الرحمٰن (م 911ھ)، ذیل تذکرة الحفاظ، (بیروت: طبعة دار إحیاء التراث العربي)، ص: 128، 129، 362، 363

Suyuti, Jalal al-Din, Abdul Rahman (m 911 AH). Zail Tazkirah al-Hufaz, (Beirut: Taba'at Dar Ihya al-Turath al-Arabi), p. 128, 129, and 362, 363.

[2] مبارکپوری، عبدالرحمٰن، (م 1352ھ)، مقدمة تحفة الأحوذي شرح جامع الترمذي، (ملتان: طبعة مکتبه فاروقیه، پاکستان)، ص: 138

Mubarakpuri, Abdul Rahman, (m 1352 AH). Muqadimah Tuhfat al-Ahwadhi Sharh Jami al-Tirmidhi, (Multan: Taba'at Maktabah Farooqiyyah, Pakistan), p. 138.

مولانا عبد الحی لکھنوی فرماتے ہیں: زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کی تخریج سے فن حدیث اور اس کی جزئیات و فروع میں ان کی وسعتِ علم و نظر اور اسماء الرجال میں تبحر کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔[1]

آپ فقہ میں بھی نہایت بلند پایہ تھے، اہل تذکرہ نے ان کی فقہی بصیرت اور تفقہ کا اعتراف کیا ہے، ان کی تخریج سے بھی ان کے فقہی کمال اور علمی جلالت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ابن ہمام نے ہدایہ شرح فتح القدیر میں حنفی مذہب کے جو دلائل تحریر کیے ہیں وہ زیادہ تر زیلعی کی تخریج سے ماخوذ ہیں۔[2]

زیلعی رحمۃ اللہ علیہ اصلاً حدیث و فقہ میں زیادہ ممتاز تھے، مگر دوسرے علوم میں بھی ان کی دلچسپی کم نہ تھی، ان کے علمی اشتغال و انہماک کا ذکر تمام ارباب سیر نے کیا ہے۔[3] وہ مسلکاً حنفی تھے اور ان کا شمار اجلہ احناف میں ہوتا ہے، اسی بنا پر وہ حنفی کی نسبت سے بھی مشہور ہیں، لیکن ان کو اس مذہب میں غلو نہ تھا۔

---

[1] لکھنوی، الفوائد البہیۃ۔ ص: 95۔

Lakhnavi, Al-Fawaid al-Bahiyyah, p. 95.

[2] کوثری، محمد زاہد، مقدمة نصب الراية في تخريج أحاديث الهداية، (بيروت: طبعة المكتب الإسلامي)، ص:8۔

Kuthari, Muhammad Zahid, Muqadimah Nasb al-Rayah fi Takhrij Ahadith al-Hidayah, (Beirut: Taba'at Al-Maktab al-Islami), p. 8.

[3] سیوطي، ذيل تذكرة الحفاظ۔ ص: 128

ابن حجر، احمد بن علی، (م 852ھ)۔ الدرر الكامنة في أعيان المئة الثامنة، (بيروت: دار إحياء التراث العربي)، ص:2 : 310

Suyuti, Zail Tazkirah al-Hufaz, p. 128

Ibn Hajar, Ahmed ibn Ali, (m 852 AH). Al-Durar al-Kaminah fi A'yan al-Mi'ah al-Thaminah, (Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi), 2:310.

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نہایت حق گو وانصاف پسند تھے، ہر باب میں اپنے مذہب کے مخالفین کے دلائل بھی نہایت فراخ دلی سے بیان کرتے ہیں اور ان کو جو کچھ معلوم ہوتا تھا، اس کو بلا ردو کد نقل کرتے تھے۔[1]

مؤرخین کا اتفاق ہے کہ محرم ۷۶۲ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا، بعض نے تاریخ وفات ۱۱ محرم لکھی ہے، قاہرہ میں انتقال ہوا اور یہیں تجہیز و تکفین بھی ہوئی۔[2]

علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کو علم و فن کا بڑا ذوق و شوق تھا اور ان کا زیادہ وقت کتابوں کے مطالعہ اور حدیثوں کی جمع و تخریج میں گزرتا تھا، اس لیے متعدد کتابیں ان کی یادگار ہیں مگر افسوس کہ ان کے حالاتِ زندگی بہت کم معلوم ہوسکے اور ان کی چند ہی کتابوں کا پتہ چل سکا جو یہ ہیں:

مختصر معاني الآثار، تخريج أحاديث الكشاف اور نصب الراية في تخريج أحاديث الهداية،

ہمارا مضمون اسی کتاب کے اختصاصی مطالعہ سے متعلق ہے۔

نصب الرایۃ تعارف، مقام اور امتیازی خصوصیات:

یہ علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی مفید اور سب سے اہم اور مشہور کتاب ہے، اگر انھوں نے کوئی اور کتاب نہ لکھی ہوتی تو اکیلی یہی کتاب ان کے فضل و کمال اور شہرت و مقبولیت کے لیے کافی تھی، اس میں انھوں نے فقہ حنفی کی مشہور و معرکۃ الآراء کتاب الہدایہ کی حدیثوں کی تخریج کی ہے، اس کی بعض نمایاں اور اہم خصوصیات یہ ہیں:

1. یہ ہدایہ کی سب سے اہم اور پہلی تخریج ہے، اس کی اس سے عمدہ اور بہتر کوئی تخریج نہیں لکھی گئی، پس اس کو ہدایہ کی تمام تخریجات میں ممتاز اولیت کا شرف حاصل ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ بھی علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد کا ہے، ان کی کتاب درایہ دراصل نصب الرایہ کا ملخص ہے۔

---

[1] ابن حجر، الدرر الكامنة، 2: 310

Ibn Hajar, Al-Durar al-Kaminah 2:310.

[2] ابن حجر، الدرر الكامنة، 2: 310

Ibn Hajar, Al-Durar al-Kaminah 2:310.

بعض نے محمد بن أبو الوفاء رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۷۵ھ / ۱۳۷۳ء) کی تخریج بعنوان "تخريج أحاديث الهداية" بھی ذکر کی ہے۔ جو کہ مطبوع نہیں۔ البتہ اس کے مخطوطات بعض کتب خانوں میں موجود ہیں۔[1]

2. نصب الرایہ تصنیف کر کے علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح حنفی مذہب کی عظیم الشان خدمت انجام دی ہے، اسی طرح دوسرے فقہی مذاہب کی بھی غیر معمولی خدمت انجام دی ہے، کیونکہ انہوں نے اس میں صرف حنفی مسلک اور اس کے دلائل بیان کرنے ہی پر اکتفا نہیں کیا ہے، بلکہ دوسرے ائمہ کے مذاہب اور ان کے دلائل، تخریجات و تفریعات بھی تفصیل و وضاحت کے ساتھ بیان کیے ہیں، اس اعتبار سے یہ محض حنفی مذہب و مسلک ہی کا عمدہ اور بیش قیمت ذخیرہ نہیں ہے، بلکہ اس کی حیثیت دائرۃ المعارف اور انسائیکلوپیڈیا کی ہے جس میں تمام ائمہ مجتہدین و فقہائے امصار کے مسالک و دلائل کی مکمل تفصیل موجود ہے۔

مصنف نے جہاں اس میں حنفی ائمہ کی امہات کتب سے معلومات و مسائل نقل کیے ہیں وہیں شوافع میں بیہقی، نووی اور ابن دقیق العید، مالکیہ میں ابن عبد البر اور حنابلہ میں ابن جوزی اور ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ اساطین مذہب کی کتابوں کے مباحث و مندرجات کا بھی منتخب حصہ شامل کر دیا ہے، یہی وجہ ہے کہ علمائے احناف کی طرح دوسرے مذاہب کے لوگ بھی اس سے نقل و استفادہ کرتے رہے ہیں، جن میں علامہ زرکشی رحمۃ اللہ علیہ اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا آسکتا ہے۔

3. اس میں فقہ و حدیث اور رجال کی اکثر کتابوں کے مباحث و مطالب درج ہیں، اس لیے اس کو دیکھنے کے بعد ان کتابوں کی احتیاج باقی نہیں رہتی، متعدد ایسی کتابوں کے مندرجات بھی جمع کیے گئے ہیں جو اب دستبرد حوادث سے معدوم ہو گئی ہیں یا اگر ہیں تو اتنی کمیاب اور نادر الوجود ہیں کہ ان کا حصول و دسترس ہر شخص کے لیے ممکن نہیں، جیسے صحیح ابو عوانہ، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن السکن اور معاجم، مسانید اور سنن کے

[1] أيمن صالح شعبان، مقدمة الهداية، (طبع المكتبة التوقيفية، 2008ء)۔
Aiman Saleh Shaaban, Muqadimah al-Hidayah, (Taba'at Maktabah al-Tawqifiyyah, 2008 CE), p. 50.

دوسرے متعدد مجموعے، ابن عبد البر کی کتاب الاستذکار والتمهید یا بیہقی، خطیب، ابن عدی ابو حاتم اور ابن جوزی وغیرہ کی علل ورجال کی ناپید کتابیں۔

4. احکامی احادیث وروایات کے استقصا کے لحاظ سے یہ بے نظیر کتاب ہے، علاوہ ازیں حدیثوں سے مستنبط مسائل اور فقہی فوائد ومطالب پر مصنف نے بڑی عالمانہ گفتگو کی ہے اور بحث وتحقیق اور تلاش وجستجو کا حق ادا کر دیا ہے۔

5. اس کی ایک اہم خصوصیت مصنف کی انصاف پسندی اور غیر جانبداری ہے، ان کا اصل مقصد ہدایہ کی حدیثوں کی تخریج اور حنفیہ کے نقطہ نظر کے دلائل وشواہد پیش کرنا ہے مگر جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، انہوں نے دوسرے فقہی مذاہب اور ائمہ مجتہدین کے اقوال ودلائل بھی نہایت دیانتداری کے ساتھ بیان کیے ہیں، نہ کسی طرح کی عصبیت اور جانبداری سے کام لیا ہے اور نہ اپنے مذہب ومسلک کی بے جا حمایت اور تائید کی ہے۔

6. صرف فقہی حیثیت ہی سے اس کی اہمیت نہیں ہے، بلکہ یہ حدیث نبوی کی بھی نہایت مفید اور عظیم الشان خدمت ہے کیونکہ یہ حدیث کے مباحث ومطالب، متون واسناد اور اصول حدیث کے بعض مسائل پر نادر تحقیقات اور پُر مغز معلومات کا بھی ایک خزانہ ہے، چنانچہ حدیثوں کی صحت وعدمِ صحت اور اسناد ورجال کی قوت وضعف کا اس سے مکمل اندازہ ہو جاتا ہے کیونکہ مصنف نے یہ تصریح کر دی ہے کہ اس سند میں فلاں راوی مجروح یا متکلم فیہ ہے، اسی طرح اگر کسی حدیث کے ہم معنی دوسری حدیثیں بھی ہوتی ہیں تو وہ ان کو بھی مع سند ومتن ذکر کر دیتے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ جرح وتعدیل کے موضوع پر ائمہ فن، جہابذۂ محدثین اور علم رجال واسناد کے ماہرین کے اقوال کا یہ ایسا عظیم الشان ذخیرہ ہے جو اصول حدیث اور اسماء الرجال کی موجودہ مروج ومتداول کتابوں میں بھی موجود نہیں ہے، اگر ان سب بحثوں کو اکٹھا کر لیا جائے تو یہ فن جرح وتعدیل کا ایک ضخیم مجموعہ بن جائے گا۔

7. اس سے حدیثوں کے ماخذ ومرجع کا علم ہو جاتا ہے، کیونکہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کمال علمی دیانت داری کا ثبوت دیتے ہوئے ہر ہر حدیث کے بارے میں یہ تحریر کر دیا ہے کہ اس کو کس محدث نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے۔

ان خصوصیات سے نصب الرایہ کی عظمت و اہمیت کا کسی قدر اندازہ کیا جاسکتا ہے، درحقیقت یہ فقہ و حدیث، اصولِ حدیث اور رجال کا ایسا مفید اور مستند ذخیرہ ہے جس کے مطالعہ سے کوئی محدث و فقیہ بے نیاز نہیں رہ سکتا۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے الدراية في تخريج أحاديث الهداية کے نام سے اس کا ایک مختصر لکھا تھا، جو ہندوستان میں دوبارہ چھپ چکا ہے اور قاسم بن قطلوبغا حنفی (م ۸۷۹ھ) نے "منية الالمعى فيما فات من تخريج احاديث الهداية للزيلعي" کے نام سے ذیل میں تحریر کیا تھا۔

نصب الرایۃ از زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا ایڈیشن ۱۳۰۱ھ میں مطبع علوی لکھنؤ سے شائع ہوا تھا اور دوسرا ۱۳۵۷ھ (مطابق ۱۹۳۸ء) میں مجلس علمی ڈابھیل نے مصر سے بڑے اہتمام کے ساتھ چھاپا ہے، یہ محققانہ مقدمہ اور مفید حواشی پر مشتمل ہے۔[1]

اب حال ہی میں تیسرا ایڈیشن احمد شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق سے دارالکتب العلمیہ بیروت نے شائع کیا ہے۔

علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کی مخصوص اصطلاحات

علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے بعض اپنی اصطلاحات قائم کی ہیں یا اصطلاحاتِ محدثین کو اپنی سمجھ اور بصیرت کے مطابق استعمال کیا ہے اور اگر کوئی محدث کسی لفظ سے اپنی خاص اصطلاح بنالیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۱۶ھ) نے اپنی کتاب المصابیح میں اپنی ایک خاص اصطلاح پر احادیث درج کی ہیں، اس طرح کہ وہ صحیحین یا ان میں سے کسی ایک کی احادیث کی طرف اپنے اس قول کے ساتھ اشارہ کرتے ہیں "صحیح" اور سنن اربعہ کی احادیث کی طرف اس قول سے اشارہ کرتے ہیں "حسن"۔

یہ ایک ایسی اصطلاح ہے جو محدثین کی عام اصطلاح سے نہیں ملتی۔ کیونکہ سنن اربعہ میں صحیح، حسن، ضعیف اور منکر احادیث موجود ہیں، اسی لیے اس بات پر ابن الصلاح رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۴۳ھ) اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۷۶ھ) نے تنبیہ کی ہے۔

---

[1] ضياء الدين اصلاحی، تذكرة المحدثين، (لاہور: طبعة دارالابلاغ)، ص: 2: 249-252

Zia-ud-Din Aslahi, Tazkirah al-Muhaddithin, (Lahore: Taba'at Dar al-Iblagh, Pakistan), 2:249, 252.

کتاب المصابیح پڑھنے والے پر ضروری ہے کہ اسے امام بغوی کی اس اصطلاح کا علم ہو اور متنبہ رہے جو انھوں نے احادیث کے متعلق کہا ہے "صحیح" یا "حسن"۔[1]

غریب یا غریب جداً: علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ اس کا اطلاق اس حدیث پر کرتے ہیں جو انھیں تلاش بسیار کے بعد بھی نہ ملے۔

مثال:... صاحب ہدایہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حدیث میں آیا ہے کہ (نماز میں امام وہ ہونا چاہیے جو سب سے زیادہ عالم ہو، اگر علم میں سب برابر ہوں تو امام وہ ہو جسے قرآن مجید زیادہ یاد ہو۔ اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو جو ان سے زیادہ متقی وپرہیز گار ہو وہ نماز پڑھائے۔)

اس کی دلیل بیان فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ: جس نے متقی عالم کے پیچھے نماز پڑھی اس نے گویا نبی کے پیچھے نماز پڑھی۔[2]

علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مخصوص اصطلاح کے مطابق نصب الرایہ (۲۶/۲) میں اس حدیث کو غریب کہا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۵۲ھ۔) لکھتے ہیں: (میں نے یہ حدیث نہیں پائی۔)[3]

---

[1] ڈاکٹر محمود طحان، تیسیر مصطلح الحدیث، (لاہور: طبع مکتبہ قدوسیہ)، ص: 50۔
Dr. Mahmood Tahan, Taysir Mustalah al-Hadith, (Lahore: Taba'at Maktabah Qudoosiyah), p.50.

[2] مرغيناني، بداية، باب الإمامة، ص: 122، مع فتح القدير، (پاکستان: المكتبة النوريه الرضوية)۔
Murghinani, Hidaya, Bab al-Imamah, p. 122, Ma'a Fath al-Qadeer, (Pakistan: Al-Maktabah al-Nuriyyah al-Ridawiyyah).

[3] ابن حجر عسقلاني، أحمد بن علي بن حجر (م 852ھ)۔ الدراية في تخريج أحاديث الهداية، تحقيق: محمد سيد عبد الله المدني، (بيروت: دارالمعرفة)، ص: 168۔
Ibn Hajar Asqalani, Ahmed ibn Ali ibn Hajar (m 852 AH). Al-Dirayah fi Takhrij Ahadith al-Hidayah, Tahqiq: Muhammad Sayyid Abdul Allah al-Madani, (Beirut: Dar al-Ma'arifah), p. 168.

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۰۲ھ۔) لکھتے ہیں: (میں نے ان الفاظ پر واقفیت حاصل نہیں کی۔)[1]

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۴ھ۔) کے الفاظ ہیں: (اس کی کوئی اصل نہیں۔)[2]

علامہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۶۱ھ۔) لکھتے ہیں: (اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی اس حدیث کو جانتا ہے۔)[3]

الحاصل: یہ موضوع درجہ کی حدیث ہے جیسا کہ محدثین کے کلام سے واضح ہے، مگر علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خاص اصطلاح استعمال کرتے ہوئے اس پر "غریب" کا اطلاق کیا ہے۔

غریب بہذا اللفظ: علامہ زیلعی اس کا اطلاق عام طور پر اس روایت پر کرتے ہیں جو محدثین کے ہاں اپنے اصل الفاظ سے معروف نہ ہو۔

مثال:... علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز میں رکوع کو جاتے ہوئے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفع الیدین نہ کرنے کے بارے میں ایک حدیث نقل کی ہے۔

علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں فرمایا: غریب بهذا اللفظ کہ (اس لفظ سے یہ حدیث غریب ہے۔)[4]

قنوت وتر میں رفع الیدین کرنے کے لیے علامہ مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ نے آئندہ اسی روایت سے استدلال کیا اور فرمایا:

"آپ نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور قنوت کیا، کیونکہ آپ کی حدیث ہے سات مقامات کے علاوہ ہاتھ نہ اٹھائے جائیں

---

[1] سخاوي، محمد بن عبد الرحمٰن (م902ھ)۔ المقاصد الحسنه في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة، (مصر: دارالأدب العربي، 1375ھ)، ص: 304۔

Sakhawi, Muhammad ibn Abdul Rahman (m 902 AH). Al-Maqasid al-Hasanah fi Bayan Kathir min al-Ahadith al-Mashhoorah ala al-Alsinah, (Egypt: Dar al-Adab al-Arabi,1375 AH), p. 304.

[2] ملا على قاري، نور الدين على بن سلطان (م1014ھ)۔ الموضوعات الكبرىٰ، تحقيق أبوہاجر محمد سعيد بن بسيونى زغلول، (كراچی: قديمى كتب خانه، آرام باغ)، ص: 121۔

Mulla Ali Qari, Nur al-Din Ali ibn Sultan (m 1014 AH). Al-Mawdu'at al-Kubra, Tahqiq Abu Hajr Muhammad Saeed ibn Basuni Zughlul, (Karachi: Qadeemi Kutub Khana, Aram Bagh), p. 121.

3 ابن الہمام، كمال الدين محمد بن عبدالواحد، (م661ھ)۔ فتح القدير، ص: 246 :1۔

Ibn al-Humam, Kamal al-Din Muhammad ibn Abdul Wahid, (m 661 AH). Fath al-Qadeer, 1:246.

4 جمال الدين زيلعي، نصب الراية في تخريج أحاديث الهداية، ص:1: 390۔

Jamal al-Din Zailai, Nasb al-Rayah fi Takhrij Ahadith al-Hidayah 1:390.

اور ان میں قنوت کا بھی ذکر کیا۔"[1]

علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر بھی فرمایا کہ (صفۃ الصلاۃ میں یہ روایت گزر چکی ہے۔ اس میں قنوت وتر کا ذکر نہیں۔)[2]

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۵۵ھ۔) نے بھی اس روایت کی تخریج کرنے کے بعد فرمایا: (ان روایات کو دیکھو کیا تم ان میں قنوت کے وقت رفع الیدین کا ذکر پاتے ہو؟ اس کا ذکر ہمارے اصحاب احناف کی کتابوں میں ہے، ان میں مصنف ہدایہ ہیں۔)[3]

علامہ عبدالحی لکھنوی (م ۱۳۰۴ھ) نے بھی علامہ عینی کے یہ الفاظ نقل کیے بلکہ صاف صاف فرمایا کہ قنوت وتر میں تکبیر کہنا اور رفع الیدین کرنا آنحضرت ﷺ سے ثابت نہیں۔[4]

الحاصل: مذکورہ بالا کلام کا ماحصل یہی ہے کہ وہ حدیث جو عندالمحدثین اپنے اصل الفاظ کے ساتھ معروف نہیں اس پر علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے "غريب بهذا اللفظ" کا اطلاق کیا ہے۔

غریب مرفوعاً: علامہ زیلعی عام طور پر اس اصطلاح کا استعمال وہاں کرتے ہیں جس روایت کے بارے میں مرفوع، موقوف یا مقطوع ہونے میں اختلاف ہو۔

مثال:...ہدایہ کے باب الامامۃ میں مصنف نے ایک حدیث یوں بیان کی ہے:

---

1 مرغيناني، هداية مع فتح القدير: 1: 390۔

Murghinani, Hidaya Ma'a Fath al-Qadeer: 1:309.

2 نصب الراية ، 2: 126۔

Nasb al-Rayah 2:126.

3 عيني، بدر الدين أبومحمد محمود بن أحمد، (م755ھ)۔ البناية في تخريج الهداية، (بيروت: المكتب الإسلامي)، ص: 2: 254۔

Aini, Badr al-Din Abu Muhammad Mahmud ibn Ahmed, (m 755 AH). Al-Bina'ayah fi Takhrij al-Hidayah, (Beitut; Al-Maktab al-Islami), 2:254.

4 لكهنوي، محمد بن عبد الحي، (م 1304ھ)۔ اقامة الحجة على ان الإكثار في التعبد ليس ببدعة، (طبع باكستان)، ص: 11۔

Lakhnavi, Muhammad ibn Abdul Hai, (m 1304 AH). Iqamah al-Hujjah Ali an al-Ikhtiyar fi al-Taa'abbud laysa b Bid'ah, (Taba'at Pakistan), p. 11.

(عورتوں کو صف میں مؤخر رکھو کیونکہ اللہ نے انھیں مؤخر رکھا ہے۔)[1]

اور اسی حدیث کے بارے میں انھوں نے کہا: (یہ مشہور احادیث میں سے ہے۔)[2]

علامہ زیلعی اس کے بارے میں فرماتے ہیں: (یہ حدیث مرفوعاً غریب ہے۔)[3]

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: (میں نے اسے مرفوعاً کہیں نہیں پایا۔)[4]

اسی روایت پر حافظ قاسم رحمۃ اللہ علیہ بن قطلوبغا (م ۸۷۹ھ) نے استدراک کرتے ہوئے لکھا ہے: (اسے رزین نے حضرت حذیفہ اور عبسہ سے ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ نے جامع الأصول، باب المواعظ والرقائق میں ذکر کیا ہے۔)[5]

الحاصل: اس روایت کے بارے میں مرفوع یا موقوف ہونے کے لحاظ سے اختلاف تھا تو علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اپنی خاص اصطلاح کا استعمال کیا "غریب مرفوعًا"۔

حدیث ضعیف، اُس کے اسباب اور استعمالات

ضعیف حدیث کو مردود کہا جاتا ہے۔ (حدیث مردود وہ ہے جس کے مخبر بہ کا سچ راجح نہ ہو۔)[6]

---

1 مرغيناني، هداية، 1: 123۔

Murghinani, Hidaya 1:123.

2 مرغيناني، هداية، 1: 125۔

Murghinani, Hidaya 1:125.

3 نصب الراية، 2: 36۔

Nasb al-Rayah 2:36.

4 ابن حجر، الدراية، 1: 171۔

Ibn Hajar, Al-Dirayah 1:171.

5 ابن قطلوبغا، زين الدين قاسم بن قطلوبغا حنفى (م879ھ)۔ منية الالمعى في آخر المجلد الرابع نصب الراية،(مصر: المجلس العلميه) ص: 26۔

Ibn Qatloobaghah, Zain al-Din Qasim ibn Qatloobaghah Hanafi (m 879 AH). Muniyat al-Almi fi Akhir al-Mujallad al-Rabe' Nasb al-Rayah, (Egypt: Al-Majlis al-Ilmi), p. 26.

6 ابن حجر، نزهة النظر ص: 22۔

Ibn Hajar, Nuzhat al-Nazr p. 22.

راوی میں اسباب طعن کا بیان

یعنی راوی میں کوئی ایسی خرابی ہو جو قبول حدیث کے لیے مانع ہو۔

جہالت: راوی میں طعن کا سبب جہالت بھی ہے۔ زیلعی نے کہا: (جہالت اس وقت مرتفع ہوتی ہے جب اس سے دو مشہور ثقہ راوی روایت کریں، پس جب اس سے وہ روایت کرے جس کی حدیث حجت نہیں ہوتی تو یہ حدیث اس راوی سے حجت نہ ہوگی اور نہ ہی جہالت مرتفع ہوگی۔)[1]

تدلیس: "تدلیس دلس سے مشتق ہے جس کے معنی ظلمت و تاریکی کے ہیں۔"[2] اصطلاح میں مدلس وہ حدیث ہے جس میں سقط خفی ہو، یعنی راوی اپنے استاد کو (جس سے یہ حدیث سنی ہے) حذف کرکے مافوق (جس سے لقاء تو ہو مگر اس سے یہ حدیث نہ سنی ہو) سے اس طرح روایت کرے کہ استاد کا محذوف ہونا معلوم نہ ہو بلکہ یہ محسوس ہو کہ مافوق ہی سے سنا ہو۔

اور زیلعی نے کہا: (مدلس جب تحدیث کی صراحت کرے اور وہ صدوق بھی ہو تو اس سے تدلیس کی تہمت دور ہو جائے گی۔)[3]

قلت ضبط: راوی میں طعن کا سبب قلت ضبط بھی ہے اور ضبط کی دو اقسام ہیں: ا۔ ضبط صدر۔ ۲۔ ضبط کتاب۔ اگر راوی کا حافظہ خراب ہو اسے سيئ الحفظ کہتے ہیں۔ اور اگر کسی راوی کو بڑھاپا پیش آگیا ہو اور جن کتابوں سے وہ روایت کرتا تھا تلف ہو گئیں یا راوی نابینا ہو گیا جس کی وجہ سے کتاب نہیں دیکھ سکتا یا قدرتی عوامل کی وجہ سے یادداشت میں کمی آگئی تو وہ راوی قلۃ الضبط والا ہوتا ہے۔ اس کی روایت مقبول نہیں۔

---

1 أيضًا، 2: 39۔

Ibid, 2:39.

2 ابن منظور، جمال الدين أبوالفضل محمد بن مكرم الأنصاري، لسان العرب، (بيروت: دار صادر، طبعه أولى)، ص: 6: 86۔

Ibn Manzoor, Jamal al-Din Abu al-Fadl Muhammad ibn Mukram al-Ansari, Lisan al-Arab, (Beirut: Dar Saadir), first edition, 6:86.

3 نصب الراية، 1: 48۔

Nasb al-Rayah: 1:48.

زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: (ثقہ کا اپنے حافظہ سے حدیث بیان کرنا جبکہ وہ کثرت خطاء کا موجب ہے، اس حیثیت سے اس کی حدیث کو ترک کرنا واجب ہے اور وہ ثقہ بھی نہیں۔)[1]

☆سند میں جرح کے اسباب

حدیث کا مرسل ہونا : لغت میں یہ اَرسل سے اسم مفعول ہے جس کے معنی آزاد چھوڑنے کے ہیں۔ اصطلاح میں مرسل وہ حدیث ہے جس کی سند کا آخری حصہ تابعی کے بعد بیان کیا گیا ہو۔

زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: (مرسل ہمارے اصحاب کے نزدیک حجت ہے۔)[2]

اضطراب سند و متن : "اضطراب الموج" سے ماخوذ ہے۔ اصطلاح میں مضطرب اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی متعدد روایات ہوں جن میں اختلاف ہے اور تعدد کے باوجود ان میں اس طرح کی مساوات پائی جاتی ہو کہ کسی طرح بھی ایک روایت کو دوسری کے مقابلہ میں ترجیح نہ دی جاسکتی ہو۔ بعض اوقات ایک ہی راوی اس حدیث کو دو یا دو سے زیادہ مرتبہ روایت کرتا ہو، یا دو سے زیادہ راوی اس حدیث کو روایت کرتے ہوں۔

زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ (سند اور متن میں اضطراب تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں عدم ضبط ہے۔)[3]

موصول اور مرسل روایت کا تعارض : زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: (ثقہ جب حدیث موصول بیان کرے تو اس کو مرسل پر مقدم کیا جائے گا۔)[4]

☆متن میں جرح کے اسباب

مرفوع اور موقوف روایت کا تعارض : زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: (جب ایک حدیث کو ثقہ مرفوع بیان کرے اور دوسرا اس کو موقوف بیان کرے، یا کوئی شخص مختلف اوقات میں کبھی مرفوع اور کبھی موقوف بیان کرے تو

---

[1] أيضًا، 1: 75۔

Ibid, 1:75.

2 نصب الراية، 1: 39۔

Nasb al-Rayah: 1:39.

3 أيضاً، 1: 354۔

Ibid, 1:354.

4 أيضًا، 1: 76۔

Ibid, 1:76.

مرفوع بیان کرنے والے کو ترجیح ہوگی، کیونکہ یہ زیادتی کے ساتھ آیا ہے اور ممکن ہے کہ ایک آدمی حدیث سنتا ہے، پھر وہ فتویٰ بھی ایک ہی وقت میں اسی پر دیتا ہے اور دوسرے وقت میں مرفوع بیان کرتا ہے تو یہ راوی کی تغلیط سے اولیٰ ہے۔)[1]

کتب ستہ کے مؤلفین کا ضعیف روایت کی تخریج کرنے سے اعراض: زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: جو لوگ "بسم اللہ" جہر پڑھنے کی احادیث کو ضعیف قرار دیتے ہیں، ان کے خلاف ہمیں یہی بات کافی ہے کہ اصحاب الجوامع نے ضعیف احادیث کو تخریج نہیں کیا۔"[2]

☆ صحتِ حدیث میں قدح کا سبب نہ بننے والے امور

نسخ: زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے الامام میں کہا کہ (کسی حدیث پر عمل ترک کرنا اس حدیث کے موجود ہونے کی صورت میں جو اس سے راجح ہو، یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ضعیف قرار پائے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ منسوخ احادیث پر صحت کا حکم لگایا جاتا ہے، کیونکہ ان کے راوی عادل ہوتے ہیں حالانکہ ناسخ کی موجودگی میں ان پر عمل نہیں کیا جاتا ہے۔)[3]

إنكار الراوي لمرويه: ابن حبان نے کہا کہ (راوی کا اپنی مروی روایت سے انکار کرنا اس کے صحت میں قدح کا باعث نہیں بنتا، کیونکہ ضابط کبھی حدیث بیان کرتا ہے، پھر وہ اسے بھول جاتا ہے۔ پھر جب اس سے سوال ہوتا ہے تو اس سے لاعلمی کا اظہار کرتا ہے، پس اس کا نسیان اس کے بطلان پر دلالت نہیں کرتا)۔[4]

1 أيضًا، 1: 19، 74۔

Ibid, 1:19, 74.

2 أيضًا، 1: 355، 356، 279۔

Ibid, 1:355, 356, 279.

3 أيضًا، 1: 268۔

Ibid, 1:268.

4 أيضًا، 3: 185۔

Ibid, 3:185.

ضعیف روایت کا طرقِ تعدد سے قوی ہونا: زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ (حدیث "من كان له إمام فقراءة الإمام له قرأة" کے کئی طرق ہیں اور اس کی اسناد ایک دوسرے کو تقویت دیتی ہیں)۔[1]

☆ کلمات الجرح والتعدیل

علم جرح وتعدیل: اس علم کا نام ہے جو خاص الفاظ کے ذریعے راویوں کی عدالت و ثقاہت یا ان کے عیب و ضعف سے بحث کرتا ہے، امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جرح وتعدیل کا علم درایت حدیث کے فن کا ثمرہ اور اس کی بہت بڑی سیڑھی ہے۔[2]

جرح: راوی کی عدالت یا ضبط پر ایسی تنقید کا نام ہے، جس سے اس کی حیثیت داغدار و مجروح ہو جائے۔

تعدیل: تعدیل کے مراتب جاننے بھی ضروری ہیں، کیونکہ تعدیل بھی کبھی ہلکی اور کبھی بھاری ہوتی ہے اور اس سے بھی احادیث کے درجے متفاوت ہو جاتے ہیں۔

1. **لا يحتج به:** زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے الامام میں کہا ہے کہ ("من لا يحتج به" سے غیر ثقہ مراد ہے۔)[3]
2. **شیخ:** ابن قطان نے کہا کہ (رازیان (یعنی ابوزرعہ رازی اور ابوحاتم رازی) اس سے وہ راوی مراد لیتے ہیں جو اہل علم سے نہ ہو مگر وہ صاحب روایت ہو۔)[4]

---

1 أيضًا، 2: 7۔

Ibid, 2:7.

2 حاكم، ابوعبد الله محمد بن عبد الله (م 405ھ)۔ معرفة علوم الحديث، (طبعة دارالكتب العربية، 1947م)، ص: 52۔

Hakim, Abu Abd Allah Muhammad ibn Abd Allah (m 405 AH). Ma'rifah Ulum al-Hadith, (Taba'at Dar al-Kutub al-Arabiyyah), 1947 CE, p. 52, (Type: 18).

3 نصب الراية، 1: 179۔

Nasb al-Rayah 1:179.

4 أيضًا، 4: 233۔

Ibid, 4:233.

3. **منکر الحدیث**: شیخ نے الامام میں کہا کہ (منکر حدیث ایسا وصف ہے جس کی وجہ سے اس حدیث کا ترک کرنا واجب ہے۔)[1]

روی اَحادیث منکرۃ: شیخ نے الامام میں کہا کہ (یہ عبارت تقاضا کرتی ہے کہ وہ اس میں کسی وقت واقع ہوا ہے ہمیشہ نہیں۔ اور بے شک احمد بن حنبل نے محمد بن ابراہیم تیمی کے بارے میں کہا کہ وہ منکر حدیثیں بیان کرتا ہے اور اس پر شیخین متفق ہیں اور اسی طرح زید بن ابی انیسہ کے بارے میں کہا کہ اس کی بعض حدیثوں میں نکارت ہے۔ حالانکہ وہ ان لوگوں سے ہے جن سے بخاری اور مسلم نے احتجاج کیا ہے۔)[2]

راوی کی روایت کی تصحیح اس کی عدالت کو واجب کرتی ہے: شیخ نے الامام میں کہا: (تعجب ہے کہ ابن قطان نے ترمذی کی تصحیح پر اکتفاء نہیں کیا۔ عمرو بن بجدان کے معروف راوی ہونے کے بارے میں باوجود کہ وہ حدیث کے ساتھ متفرد ہے اور اس نے اپنا کلام نقل کیا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور کیا فرق ہے اس میں کہ ترمذی راوی کو ثقہ کہے یا اس کی حدیث کو صحیح کہے۔)[3]

ایسے شخص کا حکم جس کو ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے کامل میں ذکر نہیں کیا۔ شیخ نے الامام میں کہا: (ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے شرط لگائی ہے کہ وہ اپنی کتاب میں ہر اس شخص کا ذکر کرے گا جس کے بارے میں کلام ہو اور اس نے الکامل میں بہت سے اکابر اور حفاظ کا ذکر کیا ہے اور اسد بن موسیٰ کا ذکر نہیں کیا اور یہ اس کی توثیق کا متقاضی ہے۔)[4]

☆جرح اور تعدیل کے قواعد وضوابط

---

1 أیضًا، 1: 179۔

Ibid, 1:179.

2 أیضًا، 1: 179۔

Ibid, 1:179.

3 أیضًا، 1: 149۔

Ibid, 1:149.

4 أیضًا، 1: 179۔

Ibid, 1:179.

زیلعی نے کہا:(کسی آدمی کے بارے میں اکیلی کلام جرح اس کی حدیث کو ساقط نہیں کرتی۔)[1]

☆حدیث صحیح اور اس کے متعلقات

صحیح حدیث کی شروط: شیخ نے الامام میں کہا:(راوی کی عدالت تصحیح کے لیے ستون کی مانند ہے۔)[2]

زیلعی رحمۃ اللہ علیہ اور ابن عبد الہادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:(اسناد کی صحت رجال کے ثقہ ہونے پر موقوف ہے، اور اگر فرض کرلیا جائے کہ رجال ثقہ ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حدیث بھی صحیح ہو جب تک شذوذ اور علت کی نفی نہ ہو۔)[3]

صحیح کے بلند ترین درجات: زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:(صحیح کا اعلیٰ درجہ حفاظ کے نزدیک وہ ہے جس حدیث کے معنی پر شیخین متفق ہوں، اور جب وہ اس کے الفاظ پر متفق ہوں گے تو اس کا درجہ اور ہی بلند ہو گا۔)[4]

سند عالی: حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:(سند عالی وہ ہے جو شیخین کی شرط پر ہو۔)[5]

حدیث کی تصحیح میں معتمد محدثین: ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:(شیخین دونوں تصحیح میں معتمد ہیں۔)[6]

---

1 أيضًا، 1: 341۔

Ibid, 1:341.

2 ایضاً، 1: 268۔

Ibid, 1:268.

3 نصب الراية، 1: 356، 367۔

Nsab al raya, 1:356,367

4 أيضًا، 1: 621۔

Ibid, 1:621

5 أيضًا، 4: 320۔

Ibid, 6:320

6 أيضًا، 1: 179۔

Ibid, 1:179

محدثین کا قول کہ فلاں شیخین کی شرط پر ہے: زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ (شیخین کی شرط پر ہونے کے لیے ضروری ہے کہ راوی ان رواۃ میں سے ہو جن سے انھوں نے اصول میں روایت کی ہو۔)[1]

تعلیقاتِ بخاری کا حکم: زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: (بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو حدیث اپنی صحیح میں مرسل یا منقطع بیان کرتے ہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ ان کا مقصد اس کو صحیح کہنے کا ہے، بلکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ جو حدیث متصل سند سے وارد کرے گا وہ اس کی شرط پر ہو گی۔)[2]

تصحیح ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کا حکم: زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: (تصحیح ابن خزیمہ بلا اختلاف حاکم کی تصحیح سے راجح ہے۔)[3]

تصحیح ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا حکم: زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: (تصحیح ابن حبان حاکم کی تصحیح سے بلا نزاع راجح ہے۔)[4]

حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی تصحیح کا حکم: زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: (تصحیح حاکم شمار نہ ہو گی، کیونکہ اس کا تساہل معروف ہے۔)[5]

ابو داؤد کا اپنی سنن میں احادیث سے سکوت اختیار کرنا: زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: (ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ جس حدیث سے خاموش ہو وہ اس کے نزدیک صحیح ہے۔)[6]

---

1 أيضًا، 1: 626۔

Ibid, 1:626

2 أيضًا، 6: 92۔

Ibid, 6:92

3 أيضًا، 1: 352۔

Ibid, 1:352

4 أيضًا، 1: 352۔

Ibid, 1:352

5 نصب الراية، 1: 328، 344، 360۔

Nisbat ar-Raayah 1:334, 360, 3:28

6 أيضًا، 1: 116۔

Ibid, 1:116

عبد الحق اور ابن قطان کے سکوت کا حکم: زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: (عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ نے الأحکام میں حدیث طلق بن علی ذکر کرکے سکوت اختیار کیا ہے تو وہ اس کی عادت کے مطابق صحیح ہے۔)[1]

أصح ما في ہذا الباب کا مفہوم: زیلعی نے کہا کہ (محدثین کا قول (أصح ما في ہذا الباب) یہ تقاضا نہیں کرتا کہ وہ حدیث صحیح ہے، بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس مسئلہ کی دوسری روایات کی نسبت اس میں ضعف کم ہے۔)[2]

صحیح حدیث کو ضعیف کے ساتھ معلل قرار دینا: زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ (علم کا تقاضا یہ ہے کہ ضعیف حدیث کو صحیح سے معلول کیا جائے، نہ کہ صحیح حدیث کو ضعیف حدیث کے ساتھ معلل قرار دیا جائے۔)[3]

☆ حدیث حسن اور اس کے متعلقات

تعریف: ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب العلم میں کہا کہ (ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے العلل میں کہا کہ ہمارے نزدیک حسن حدیث وہ ہے جو کئی اسناد کے ساتھ مروی ہو، اس میں شذوذ نہ ہو اور اس کی سند میں متہم بالکذب بھی نہ ہو۔ اور کہا کہ ان کے نزدیک حسن وہ ہے جو صحیح سے کم درجہ ہو۔)[4]

حسن حدیث کا حکم: زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ (حسن سے احتجاج کیا جائے گا، جبکہ اس کے متعدد شواہد اور کثرت متابعت ہو۔)[5]

---

1 أيضًا، 1: 62۔

Ibid, 1:62

2 أيضًا، 6: 282۔

Ibid, 6:282

3 أيضًا، 1: 361۔

Ibid, 1:361

4 أيضًا، 2: 617، 618۔

Ibid, 2:617,618

5 أيضًا، 1: 331۔

Ibid, 1:333

تحسین ترمذی کا حکم: ابن دحیہ رحمۃ اللہ علیہ نے "العلم المشہور" میں کہا کہ (کتنی ہی حدیثوں کو ترمذی نے اپنی کتاب میں حسن کہا ہے حالانکہ وہ موضوع ہیں اور ان کی اسناد واھیہ ہیں۔)[1]

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کا تساہل: ابن قطان نے کہا: (ابو بکر الحنفی کو میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس کی عدالت نقل کی ہو، وہ تو مجہول الحال ہے، لیکن ترمذی نے اپنی عادت کے مطابق اس کی حدیث کو حسن کہا ہے۔)[2]

محدثین کے ہاں امام ترمذی کا مقام: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ (اگر ثوری، ابن مهدی، ابن حنبل، ابن معین، ابن المدینی اور مسلم بن الحجاج القشیری رحمۃ اللہ علیہم میں سے کوئی ایک بھی حدیث کو صحیح کہہ دے تو پھر بھی ترمذی کی تحسین پر اسے مقدم کیا جائے گا۔)[3]

☆حدیث مرفوع اور اس کے متعلقات

تعریف: اصطلاح میں مرفوع اس قول، فعل اور تقریر کو کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب ہو۔ خواہ اس کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صحابی نے کی ہو یا تابعی نے یا کسی اور نے، اور خواہ اس کی سند متصل ہو یا نہ ہو۔[4]

شیخ نے الامام میں کہا کہ فقہاء اور اصولیوں کے نزدیک اگر راوی کہے کہ اَمَرَ یا اَمَرَنَا تو یہ سند کے ساتھ ملحق ہے یعنی مرفوع ہے۔[5]

اور زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ (جان لو کہ لفظ سنت ان کے نزدیک مرفوع میں داخل ہے۔)

---

1 نصب الراية، 2: 217، 218۔

Nisbat ar-Raayah 2:217, 218

2 أيضًا، 6: 23۔

Ibid, 6:23

3 أيضًا، 1: 8186۔

Ibid, 1:8186

4 الخلاصة في علم أصول الحديث در شرح مشكاة الطيبي، (كراچی: 1413ھ)، ص: 44۔

Al-Khulasa fi Ilm Usul al-Hadith dar Sharh Mishkaat al-Tayyibi, (Karachi 1413 H.) p. 44.

5 نصب الراية، 1: 271۔

Nisbat ar-Raayah, 1:271

ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے التمھید میں کہا کہ بے شک صحابی جب مطلق طور پر سنت کا نام لے تو اس سے مراد سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہو گی، اور اسی طرح جب کہ اس کے غیر پر اطلاق کرے اور جب تک وہ اس کے صاحب کی طرف نسبت نہ کرے، ان کے قول کے مطابق سنۃ العمرین ہو گا۔[1] (جب تک موقوف کو بیان نہ کیا جائے تو اس کا حکم مرفوع کا ہو گا۔)[2]

ابوزید الدبوسی رحمۃ اللہ علیہ نے کشف الاسرار میں کہا: (جب تک موقوف کا معلوم نہ ہو تو اس کا حکم مرفوع کا ہو گا۔)[3]

زیادات الثقات: زیادتی ثقات سے مراد ثقہ راویوں کی احادیث میں منقول وہ زائد کلمات ہیں، جو دوسروں سے منقول نہ ہوں۔ یہ فن نہایت لطیف وباریک ہے، اس لیے بہت کم محدثین نے اس سلسلہ میں لکھا ہے، امام ابن الصلاح نے صرف تین علماء کے نام لکھے ہیں۔

"زیادتی ثقات" دراصل "مخالفت ثقات" کا ایک پہلو ہے، لیکن چونکہ اس کے کئی عناوین ہیں، اس لیے محدثین کرام "زیادتی ثقات" کو مستقل ایک علم وفن قرار دے کر اس سے بحث کرتے ہیں، یہ زیادتی کبھی کبھار متن میں کسی کلمہ یا جملہ کی زیادتی سے کی جاتی ہے اور کبھی سند میں راوی کا اضافہ ہوتا ہے تو موقوف کو مرفوع اور مرسل کو موصول کیا جاتا ہے۔

زیادات ثقہ کا حکم: دار قطنی رحمۃ اللہ علیہ نے العلل میں، ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے التحقیق میں اور حاکم، النووی اور زیلعی رحمۃ اللہ علیہم نے کہا کہ (ثقہ کی زیادت مقبول ہے۔)[4]

---

1 أيضًا، 1: 316۔

Ibid, 1:316

2 أيضًا، 1: 363۔

Ibid, 1:363

3 أيضًا، 2: 358۔

Ibid, 2:358

4 نصب الراية، 1: 39، 74، 284، 2: 186، 310، 4: 100، 207۔

Nisbat ar-Raayah 1:39, 74, 284, 2:186, 310, 4:100, 207.

زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:(ہر ثقہ کی زیادتی مجمع علیہ طور پر مقبول نہیں، بلکہ اس میں اختلاف مشہور ہے۔ پس بعض لوگ مطلقاً زیادتی قبول کرتے ہیں اور بعض قبول نہیں کرتے اور صحیح میں تفصیل ہے کہ ایک جگہ کے علاوہ دوسری جگہ قبول کی جائے گی۔

اور کسی وقت توقف اختیار کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ بہت سی حدیثوں میں ہے۔)[1]

خلاصہ:

العلامہ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۶۲ھ ایک بلند پایہ محدث، مفسر، فقیہہ اور علم رجال اور جرح وتعدیل کے ماہر تھے۔ ان کی معروف اور یگانہ روزگار تصنیف الہدایۃ فقہ حنفی کی متداول کتاب کی مایہ ناز تخریج بنام نصب الراية في تخريج أحاديث الهداية ہے، حنفی عالم ہونے کے باوجود اپنے مذہب میں غلو نہ کرتے تھے بلکہ مذکورہ تالیف میں انہوں نے برملا حنفی فقہ کی بے بنیاد ضعیف و موضوع احادیث پر تحقیقانہ قدغن لگائی ہے اور محدثین کرام کی طرح انصاف پسندی اور غیر جانبداری کا مظاہرہ کیا ہے، ان کے مابعد ہدایہ کے مخرج ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ہدایہ کی احادیث کی تخریج کے ضمن میں ان کی تالیف نصب الرایۃ کو بنیادی حیثیت دی اور اہم مرجع قرار دیا۔

ان کی منفرد اصطلاحات میں سے چند بطور نمونہ یہ ہیں: غريب و غريب جداً، غريب بهذا اللفظ، غريب مرفوعاً، ثقہ کی موصول کو مرسل پر مقدم کرنا، کتب ستہ (صحاح ستہ) کے مؤلفین پر بھرپور اعتماد، ابن عدی کا اپنی کامل میں ذکر نہ کرنا راوی کی توثیق کا متقاضی ہے، تصحیح ابن خزیمہ اور تصحیح ابن حبان امام حاکم کی تصحیح سے راجح ہے، حسن روایت متعدد شواہد اور کثرتِ متابعت کی بناء پر حجت ہے، ضعیف حدیث کو صحیح کے ساتھ معلول کیا جائے نہ کہ صحیح حدیث کو ضعیف حدیث کے ساتھ معلل قرار دیا جائے۔ تحسین ترمذی پر عدم اعتماد کہ بعض اوقات وہ ضعیف ہوتی ہے۔ ثقہ کی زیادت مقبول ہے وغیرہ وغیرہ

غرضیکہ امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کا منہج تحقیق حدیث انفرادیت کا حامل ہے جس کا منہ بولتا ثبوت ان کی تصنیف "نصب الرایۃ" ہے۔

---

1 أيضًا، 1: 336، 337۔

Ibid, 1:336,337

سفارشات

نصب الرایۃ کتاب ہدایہ کی تخریج ہے اور بعد میں آنے والے تمام حنفی اور شافعی حفاظ کی مرجع کتاب ہے۔ ہر ایک نے اس کتاب سے نفع حاصل کیا ہے۔ بہت ہی معتبر اور معروف کتاب ہے، اس کی تمام احادیث پر حکم نہیں لگایا گیا، مگر اس کتاب میں بہت سی احادیث پر محققانہ بحث ہے، اس لیے تمام مکاتبِ فکر بالخصوص فقہ حنفی اور فقہ شافعی کے علماء کے لیے اس کتاب کا مطالعہ کرنا از حد ضروری ہے۔ نصب الرایۃ کا مطالعہ کے ساتھ ضروری ہے کہ الھدایۃ کا بھی مطالعہ کرے تاکہ قاری کو حدیث اور فقہ دونوں کی معرفت حاصل ہو۔

نصب الرایہ کتاب کو بی ایس کورس میں شامل کرنے کی ضرورت ہے تاکہ وہ طلباء جو مدارس میں نہیں پڑھتے وہ بھی اس کتاب سے مستفید ہوں۔